نحمدہ و نصلی و نسلم علی خاتم النبیین بسم اللہ الرحمن الرحیم





الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

طلاق کا بیان

☆نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہو گی، اسے رجعی کہتے ہیں۔
(بہار شریعت، ج2، حصہ8، ص110)

☆طلاق بلاوجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح (جائز) بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے، اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص414تا417)

☆**طلاق کی اقسام:**

طلاق کی تین قسمیں ہیں: (1) اَحسن (2) حسن (3) بِدعی۔ طلاق بدعی دینا گناہ ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص414)

☆جس طہر (پاکی کے دنوں میں) میں وطی (صحبت) نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص415)

☆طلاق حسن کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(1) موطوٴہ (نکاح کے بعد جس عورت سے صحبت کی ہو) کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں، بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ (ان سے ماقبل) حیض میں (2) یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس (55 سال) کی عمر کو پہنچ گئی (3) یا غیر موطوٴہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو۔ تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں، طلاق حسن کو سنت طلاق بھی کہتے ہیں۔
(درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص415,416)

☆طلاق بدعی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(1) ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں (2) یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کر چکا ہے (3) یا موطوٴہ کو حیض میں طلاق دی (4) یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا

تھا اُس میں وطی کی تھی (5) یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی۔ (درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص416,417)

☆الفاظِ طلاق کی اقسام: الفاظِ طلاق کی دو قسمیں ہیں: (1) صریح (2) کنایہ۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص42)

☆: صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ (طلاق شدہ) ہے، میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص42)

☆کنایہ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو، طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔ مثلاً جا، نکل، چل، گھر خالی کر، تو مجھ سے جُدا ہے، میں نے تجھے بے قید کیا، تو آزاد ہے وغیرہ وغیرہ۔ (بہار شریعت، ج2، حصہ8، ص128)

☆کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے، یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج4، ص516)

☆کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں، بعض میں سوال رد کرنے کا احتمال ہے، بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ، بلکہ جواب کے لیے متعین ہیں۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیتِ طلاق نہیں اور جن میں گالی کا احتمال ہے اُن سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج4، ص516تا522)

☆صریح طلاق ایک مرتبہ کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو۔ (بہار شریعت، ج2، حصہ8، ص116)

☆اور دو مرتبہ کہنے سے دو طلاق رجعی ہوتی ہیں۔

☆عمومی طور پر کنایہ سے طلاق بائن ہوتی ہے، اسی طرح جب طلاق رجعی میں عدت گزر جائے تو بائن ہو جاتی ہے۔

☆نیز طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہو گی جیسے تجھے سخت طلاق، تجھے لمبی طلاق وغیرہ۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج4، ص485)

☆اگر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہیں تو عدت کے اندر بغیر نکاح کے بھی رجوع ہو سکتا ہے۔ (البنایہ شرح الھدایہ، ج5، ص226)

☆طلاق رجعی میں رجوع کا طریقہ یہ ہے کہ مطلقہ بیوی سے ایامِ عدت میں یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے پھیر لیا یا رد کیا یا روک لیا۔ یا عدت کے دوران شہوت کے ساتھ چھوئے یا بوسہ لے یا جماع کرے بہتر پہلا (یعنی زبان سے رجوع کرنے والا) طریقہ ہے۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج12، ص368)

☆اگر ایک یا دو بائن ہیں تو رشتہ ازدواجی قائم کرنے کے لیے نکاح ضروری ہے، کیونکہ طلاق بائن سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔
(فتاوی رضویہ، ج12، ص260)

☆تین طلاقوں کا عدد جب بھی پورا ہو گا تو طلاق مغلظہ (غلیظ) ہو جائے گی اور حلالہ شرعیہ کے بغیر اس خاوند سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے {فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُ} ترجمہ: اگر تیسری طلاق دیدی تو بیوی اس کے بعد حلال نہ گی جب تک وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرلے۔ (سورہ البقرہ آیت نمبر 230)

☆حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ (جس سے صحبت ہو چکی) ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرے اور یہ دوسرا شوہر اُس عورت سے وطی بھی کرلے (جس میں دخول شرط ہے، انزال ضروری نہیں) اب اس شوہر ثانی کے طلاق دینے یا اس کی موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراًدوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ 8، ص 177)

☆**حدیث پاک میں حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے پر لعنت کی وعید آئی ہے، اس سے مراد:** نکاح بِشرطِ التَّحلیل (حلالہ کی شرط پر نکاح) جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول و ثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اِس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائیگی۔ اور شرط باطل ہے۔ اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔ اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج 5، ص 51)

نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه، ج 1، ص 353)

☆ہاں کسی نے مجبور کرکے اسے نشہ پلادیا یا حالت اضطرار (مجبوری) میں پیا (مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہو گی۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والأفیون والبنج، ج 4، ص 433)

غصے کی حالت میں دی جانے والی طلاق کا حکم

☆جب تک عقل سلامت ہے غصے کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہیے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے، لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔" (بہار شریعت، ج 2، حصہ 8، ص 113)

☆**کورٹ کی طلاق کا حکم:** طلاق کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا طلاق نہیں دے سکتا۔ قرآن پاک میں ہے { الَّذِیۡ بِیَدِہٖ عُقۡدَۃُ النِّکَاحِ } ترجمہ کنزالایمان: وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ (پ2، سورۃ البقرۃ، آیت 237)

☆**زبان سے الفاظِ طلاق نہ کہے، لکھ کر طلاق دی، تو اس کی تین صورتیں ہیں:**

(1) کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہوگی۔

(2) اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر، مگر اس طرح نہ لکھا جس طرح خط لکھتے ہیں تو اس صورت میں اگر طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی ورنہ نہ ہوگی۔

(3) اور اگر اُس طرح لکھ کر بھیجا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھتے ہیں جب تو بغیر نیت کے بھی ہو گئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اُسی وقت سے عدّت شمار ہوگی۔

اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اُس وقت طلاق ہوگی عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے۔
(درمختار، کتاب الطلاق، ج4، ص442 ★فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابۃ، ج1، ص378)

☆اپنی عورت سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے تو ایک بائن طلاق ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج4، ص450,452)

☆غیر مدخولہ (جس سے شوہر نے صحبت نہیں کی) کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق، تو اس صورت میں ایک بائن واقع ہوگی باقی لغو و بیکار ہیں یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لیے محل نہ رہے گی اور مدخولہ میں بہر حال تین واقع ہوں گی۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہا، ج4، ص496 تا 499)

☆اگر طلاق دیتے ہوئے "ان شاء اللہ" متصلاً کہا یعنی عورت سے کہا: "تجھ کو طلاق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ" طلاق واقع نہ ہوئی۔
(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باالتعلیق، ج4، ص616)

☆استثنا (ان شاء اللہ کہنے) میں یہ شرط نہیں کہ بالقصد کہا ہو بلکہ بلا قصد زبان سے نکل گیا جب بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باالتعلیق، ج4، ص619)

☆اگر "ان شاء اللہ" کو مقدم کیا یعنی یوں کہا "ان شاء اللہ تجھ کو طلاق ہے" جب بھی طلاق نہ ہوگی۔
(البحرالرائق، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج4، ص65)

☆**ایک مجلس میں تین طلاقیں:** ایک نشست میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اس طرح تین طلاقوں کے واقع ہونے پر صحابہ کرام، تابعین اور چاروں ائمہ مذاہب یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا اتفاق ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس بات کی صراحت ہے

کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینے سے تین ہی واقع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی وغیرہا کتب احادیث میں یہ حدیث پاک موجود ہے: ﴿قَالَ سَهْلٌ: فَتَلاَعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلاَثًا، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں (میاں بیوی) نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لعان (قاضی کے سامنے زنا کا الزام لگانے پر قسم کھانا) کیا اور میں بھی لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ پس جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوگئے تو حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو جھوٹا ہوں۔ لہٰذا انہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے ہی اسے تین طلاقیں دیدیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث جلد 7، صفحہ 42، دار طوق النجاۃ)

سنن ابی داوٗد، المعجم الکبیر للطبرانی، سنن دار قطنی وغیرہا کتب احادیث میں ہے: ﴿فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ ترجمہ: یعنی پھر حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں نافذ فرما دیا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فی اللعان، جلد 2، صفحہ 274، المکتبۃ العصریہ، صیدا، بیروت)

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان طلاقوں کو نافذ فرمایا۔

حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ فرمایا اس پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ ان کے خلاف دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ اگر تین طلاقیں دی جائیں تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی یا ایک واقع ہوتی ہے۔"

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، باب اللعان، جلد 5، صفحہ 2159، دار الفکر، بیروت)

امام ابن ماجہ صحیح سند کے ساتھ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ﴿قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ ترجمہ: فرماتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں دیں ان تینوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جائز رکھا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد، جلد 1، صفحہ 652)

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم میں ہے: "ائمہ اربعہ امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ اجمعین نے فرمایا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہو جاتی ہیں۔"

(نووی شرح صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 478، قدیمی کتب خانہ کراچی)

طلاق سپرد کرنے کا بیان

☆عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا تیر امعاملہ تیرے ہاتھ ہے، تو اس کے درج ذیل احکام ہوں گے:

(1)اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے عورت اُس مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس کتنی ہی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتی۔

(2)اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سُنا نہیں اور اُسے اختیار اُنھیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں اُسے اسکا علم ہوا اُس کا اعتبار ہے۔

(3)ہاں اگر شوہر نے کوئی وقت مقرر کر دیا تھا مثلاً آج اُسے اختیار ہے اور وقت گزرنے کے بعد اُسے علم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی۔

(4)اور اگر ان لفظوں سے شوہر نے طلاق کی نیت ہی نہ کی تو کچھ نہیں کہ یہ کنایہ ہیں اور کنایہ میں بے نیت طلاق نہیں ہاں اگر غضب کی حالت میں کہا یا اُس وقت طلاق کی بات چیت تھی تو اب نیت نہیں دیکھی جائے گی۔

اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ شوہر نے اپنے کلام کو واپس لیا تو مجلس کے اندر واپس نہ ہو گا یعنی بعد واپسی شوہر بھی عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اور شوہر اُسے منع بھی نہیں کر سکتا۔

(5)اور اگر شوہر نے یہ لفظ کہے کہ تو اپنے کو طلاق دیدے یا تجھے اپنی طلاق کا اختیار ہے جب بھی یہی سب احکام ہیں مگر اِس صورت میں عورت نے طلاق دیدی تو رجعی پڑے گی ہاں اس صورت میں عورت نے تین طلاقیں دیں اور مرد نے تین کی نیت بھی کر لی ہے تو تین ہوں گی اور مرد کہتا ہے میں نے ایک کی نیت کی تھی تو ایک بھی واقع نہ ہو گی۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج4، ص541)

☆اِن الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جب چاہے یا جس وقت چاہے تو اب مجلس بدلنے سے اختیار باطل نہ ہو گا اور شوہر کو کلام واپس لینے کا اب بھی اختیار نہ ہو گا۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج4، ص543)

☆اگر عورت سے کہا تو اپنی سوتن کو طلاق دیدے یا کسی اور شخص سے کہا تو میری عورت کو طلاق دیدے تو مجلس کے ساتھ مقید نہیں بعد مجلس بھی طلاق ہو سکتی ہے اور اس میں رجوع کر سکتا ہے کہ یہ وکیل ہے اور مؤکل کو اختیار ہے کہ وکیل کو معزول کر دے مگر جبکہ مرضی پر معلق (لٹکا) کر دیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ اگر تو چاہے تو طلاق دیدے تو اب توکیل (وکیل بنانا) نہیں بلکہ تملیک (مالک بنانا) ہے لہٰذا مجلس کے ساتھ خاص ہے اور رجوع نہ کر سکے گا۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج4، ص544)

☆تملیک (ملکیت) و توکیل میں چند باتوں کا فرق ہے تملیک میں رجوع نہیں کر سکتا۔ معزول نہیں کر سکتا بعد تملیک کے شوہر مجنون ہو جائے تو

باطل نہ ہوگی۔ جس کو مالک بنایا اُسکا عاقل ہونا ضروری نہیں اور مجلس کے ساتھ مقیّد (پابند) ہے اور توکیل میں اِن سب کا عکس ہے۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج4، ص544)

☆ مجلس کس صورت میں بدلے گی اور کس صورت میں نہیں بدلے گی اس حوالے سے یہ ہے کہ بیٹھی تھی کھڑی ہوگئی یا ایک کام کر رہی تھی اُسے چھوڑ کر دوسرا کام کرنے لگی مثلاً کھانا منگوایا یا سوگئی یا غسل کرنے لگی یا مہندی لگانے لگی یا کسی سے خرید و فروخت کی بات کی یا کھڑی تھی جانور پر سوار ہوگئی یا سوار تھی اتر گئی یا ایک سواری سے اتر کر دوسری پر سوار ہوئی یا سوار تھی مگر جانور کھڑا تھا چلنے لگا تو اِن سب صورتوں میں مجلس بدل گئی اور اب طلاق کا اختیار نہ رہا اور اگر کھڑی تھی بیٹھ گئی یا کھڑی تھی اور مکان میں ٹہلنے لگی یا بیٹھی ہوئی تھی تکیہ لگالیا یا تکیہ لگائے ہوئے تھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی یا اپنے باپ وغیرہ کسی کو مشورہ کے لیے بُلایا یا گواہوں کو بُلانے گئی کہ اُن کے سامنے طلاق دے بشرطیکہ وہاں کوئی ایسا نہیں جو بُلادے یا سواری پر جا رہی تھی اُسے روک دیا یا پانی پیا یا کھانا وہاں موجود تھا کچھ تھوڑا سا کھالیا، ان سب صورتوں میں مجلس نہیں بدلی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج1، ص387)

☆ تفویضِ طلاق میں یہ ضرور ہے کہ میاں بیوی دونوں میں سے ایک کے کلام میں لفظ نفس یا طلاق کا ذکر ہو اگر شوہر نے کہا تجھے اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اختیار کیا طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے نفس کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اختیار کیا یا کہا میں نے کیا تو اگر نیت طلاق تھی تو ہوگئی اور یہ بھی ضرور ہے کہ لفظ نفس کو متصلاً (ملاکر) ذکر کرے اور اگر اِس لفظ کو کچھ دیر بعد کہا اور مجلس بدلی نہ ہو تو متصل ہی کے حکم میں ہے یعنی طلاق واقع ہوگی اور مجلس بدلنے کے بعد کہا تو بیکار ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج1، ص388)

تعلیق کا بیان

☆ تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی موقوف ہے اس کو شرط کہتے ہیں۔
(بہار شریعت، حصہ7، ص149، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ جیسے کہا: اگر تو فلاں کے گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق۔ اس میں فلاں کے گھر میں داخل ہونا وقوع طلاق (طلاق واقع ہونے) کے لیے شرط ہے، لہٰذا اگر فلاں کے گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہو جائے گی۔

☆ تعلیق کے صحیح ہونے کی درج ذیل شرائط ہیں:

(1,2) تعلیق صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ "شرط" فی الحال معدوم (موجود نہ) ہو مگر عادةً ہو سکتی ہو لہٰذا اگر شرط معدوم نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے یہ تعلیق نہیں بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر شرط عادةً محال ہو مثلاً یہ کہ اگر سوئی کے ناکے میں

اونٹ چلا جائے تو تجھ کو طلاق ہے یہ کلام لغو ہے اس سے کچھ نہ ہو گا۔

(3,4)اور یہ بھی شرط ہے کہ "شرط "متصلاً بولی جائے اور یہ کہ سزا دینا مقصود نہ ہو مثلاً عورت نے شوہر کو کمینہ کہا شوہر نے کہا اگر میں کمینہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق ہو گئی اگرچہ کمینہ نہ ہو کہ ایسے کلام سے تعلیق مقصود نہیں ہوتی بلکہ عورت کو ایذا دینا مقصود ہوتا ہے۔

(5)اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل ذکر کیا جائے جسے شرط ٹھہرایا، لہٰذا اگر یوں کہا تجھے طلاق ہے اگر، اور اس کے بعد کچھ نہ کہا تو یہ کلام لغو ہے طلاق نہ واقع ہوئی نہ ہو گی۔

(6)تعلیق کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت تعلیق کے وقت اُس کے نکاح میں ہو مثلاً اپنی منکوحہ سے یا جو عورت اُس کی عدّت میں ہے کہا اگر تو فلاں کام کرے یا فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر طلاق ہے یا نکاح کی طرف اضافت ہو مثلاً کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس پر طلاق ہے یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے یا جس عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے۔(ان صورتوں میں طلاق ہو جائے گی)اگر کسی اجنبیہ سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ پر طلاق، پھر اُس سے نکاح کیا اور وہ عورت اُس کے یہاں گئی طلاق نہ ہوئی۔ (درمختار ورد المحتار، باب التعلیق، ج4، ص576تا578)

☆ایک مرتبہ شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہو جاتی ہے یعنی دوبارہ شرط پائی جانے سے طلاق نہ ہو گی مثلاً عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر میں گئی تو تجھ کو طلاق ہے، عورت اُس کے گھر گئی تو ایک طلاق ہو گئی دوبارہ پھر گئی تو اب واقع نہ ہو گی کہ اب تعلیق کا حکم باقی نہیں مگر "جب کبھی" یا "جب جب" یا "ہر بار" کے لفظ سے تعلیق کی ہے تو ایک دوبار پر تعلیق ختم نہ ہو گی بلکہ تین بار میں تین طلاقیں واقع ہوں گی کہ یہ "کُلَّما" کا ترجمہ ہے اور یہ لفظ عموم افعال کے واسطے آتا ہے مثلاً عورت سے کہا جب کبھی تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے تو اگر اُس کے گھر تین بار گئی تین طلاقیں ہو گئیں اب تعلیق کا حکم ختم ہو گیا یعنی اگر وہ عورت بعد حلالہ پھر اُس کے نکاح میں آئی اب پھر اُس کے گھر گئی تو طلاق واقع نہ ہو گی ہاں اگر یوں کہا ہے کہ جب کبھی میں اُس سے نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے تو تین پر بس نہیں بلکہ سو بار بھی نکاح کرے تو ہر بار طلاق واقع ہو گی۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الاول، ج1، ص415)

ایلا کا بیان

☆ایلا کے معنی یہ ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا چار مہینے قربت نہ کرے گا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج1، ص476)

☆ایلا کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی جن کی قسم کھائی جاتی ہے مثلاً اُس کی عظمت و جلال کی قسم، اُس کی کبریائی کی قسم، قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، دوسری تعلیق مثلاً یہ کہ اگر اِس سے وطی کروں تو میرا غلام آزاد ہے یا میری عورت کو طلاق ہے یا مُجھ پر اتنے دنوں کا روزہ ہے یا حج ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلائ، ج1، ص476)

☆ایلا دو قسم ہے: (1) ایک موقت یعنی چار مہینے کا (لہذا چار مہینے سے کم میں ایلا نہیں ہوگا) (2) دوسرا مؤبد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو۔

☆ایلا کی دو قسموں میں اگر عورت سے چار ماہ کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ مجنون ہو اور (قسم کا) کفارہ لازم جبکہ اللہ تعالیٰ یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی ہو۔

☆اور اگر تعلیق تھی تو جس بات پر تھی وہ ہو جائے گی مثلاً یہ کہا کہ اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے اور چار مہینے کے اندر جماع کیا تو غلام آزاد ہو گیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن ہو گئی۔ پھر اگر ایلائے موقت تھا یعنی چار ماہ کا تو یمین (قسم) ساقط ہو گئی یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو اُسکا کچھ اثر نہیں۔ اور اگر مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی اُس میں قید تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے کبھی قربت نہ کرونگا یا اس میں کچھ قید نہ تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا تو اِن صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی پھر بھی قسم بدستور باقی ہے یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا بدستور آگیا اگر وقت نکاح سے چار ماہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دے اور تعلیق تھی تو جزا واقع ہو جائیگی۔ اور اگر چار مہینے گزر لیے اور قربت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی مگر یمین بدستور باقی ہے تیسری بار نکاح کیا تو پھر ایلا آگیا اب بھی جماع نہ کرے تو چار ماہ گزرنے پر تیسری طلاق پڑ جائیگی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں یعنی چار مہینے بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہو گی مگر قسم باقی ہے اگر جماع کریگا کفارہ واجب ہو گا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج1، ص476)

خلع کا بیان

☆مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کیے خلع نہیں ہو سکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہو گا۔ (بہار شریعت، حصہ8، ص194)

☆اگر زوج و زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج2، ص261)

☆اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اُس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر زیادہ لے لے گا تو قضاءً جائز ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع، الفصل الاول، ج1، ص488)

☆چونکہ شوہر کی جانب سے خلع طلاق ہے لہٰذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ یا مجنون خلع نہیں کر سکتا کہ اہل طلاق نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت محل طلاق ہو لہٰذا اگر عورت کو طلاق بائن دیدی ہے تو اگرچہ عدت میں ہو اُس سے خلع نہیں ہو سکتا۔

یوہیں اگر نکاح فاسد ہوا ہے یا عورت مرتدہ ہو گئی جب بھی خلع نہیں ہو سکتا کہ نکاح ہی نہیں ہے خلع کس چیز کا ہو گا اور رجعی کی عدت میں ہے تو

خلع ہو سکتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج5، ص87)

☆مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کر لیا تو مال واجب ہو گا اور طلاق بائن واقع ہو گی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع، ج1، ص495)

☆خلع شوہر کے حق میں طلاق کو عورت کے قبول کرنے پر معلق کرنا ہے کہ عورت نے اگر مال دینا قبول کر لیا تو طلاق بائن ہو جائے گی لہٰذا اگر شوہر نے خلع کے الفاظ کہے اور عورت نے ابھی قبول نہیں کیا تو شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں۔ (فتاوی خانیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج1، ص256)

☆ یہ یاد رہے کہ خلع میں یہ شرط ہے کہ یہ شوہر سے ہی لیا جائے گا۔ شوہر کے علاوہ کورٹ یا کوئی اور ادارہ یا پنچائیت اپنی طرف سے خلع نہیں دے سکتے کیونکہ طلاق کا مالک شریعت نے شوہر کو بنایا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے {اَلَّذِی بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ} یعنی شوہر کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ (سورۃالبقرۃ،سورۃ2،آیت237)

ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ»'' ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث پاک مروی ہے کہ ایک غلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم میرے آقا نے میرا نکاح اپنی کنیز کے ساتھ کر دیا ہے اور اب وہ چاہتا ہے کہ ہم دونوں میں جدائی ڈال دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں سے اس کو کیا ہو گیا ہے جو پہلے اپنے غلام کا نکاح اپنی کنیز سے کر دیتا ہے پھر جدائی ڈالنا چاہتا ہے حالانکہ طلاق تو وہی دے سکتا ہے جس نے جماع کیا (یعنی جو صحبت اور ہمبستری کا حقدار ہے وہی طلاق کا حق رکھتا ہے)۔ (ابن ماجہ، ابواب الطلاق، طلاق العبد، صفحہ151)

امام اہلسنت امام احمد رضاخان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"لا الہ الا اللہ بے شوہر کے طلاق دئے طلاق تحصیلدار کے دیے نہیں ہو سکتی۔۔۔دوسری جگہ نکاح کرے گی تو حرام قطعی اور زنا ہو گا۔" (فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ476، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

یہ بھی یاد رہے کہ عورت کا بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنا ناجائز و حرام ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''ایما امرءۃ سئلت زوجھا طلاقا فی غیر ما باس فحرام علیھا رائحۃ'' ترجمہ: جو عورت بغیر کسی عذر کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (سنن الترمذی، ابواب الطلاق، صفحہ355)

بالفرض اگر شوہر ظالم ہو تو عدالت کو چاہئے کہ شوہر کو زبردستی عدالت میں بلوائے اور اس سے زبردستی زبانی طلاق دلوائے۔ جس طرح عدالت مقروض کے پیسے مقروض سے ہی زبردستی دلواتی ہے خود سے نہیں دیتی، ایسے ہی ظالم شوہر سے عدالت زبردستی طلاق دلوائے، خود سے طلاق نہیں دے سکتی۔

ظہار کا بیان

☆ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع (نصف یا پونا) یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو (جیسا کہ سر، چہرہ یا گردن وغیرہا کو) ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری بہن کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری بہن کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج5، ص125تا129)

☆ظہار کے لیے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے، لہٰذا کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں۔ یوہیں نابالغ و مجنون یا بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج1، ص508)

☆ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج1، ص508)

☆عورت مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو ظہار نہیں بلکہ لغو ہیں۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص83)

☆اپنی عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ (تحریمی) ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج1، ص507)

☆بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو نیت دریافت کی جائے اگر اُس کے اِعزاز (عزت و احترام) کے لیے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہو گی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم (حرام کرنے) کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔

(الجوہرۃ النیرہ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص84)

☆ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں، کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبر دار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔

(درمختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج5، ص130)

☆اگر ظہار کسی خاص وقت تک کے لیے ہے مثلاً ایک ماہ یا ایک سال اور اس مدت کے اندر جماع کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر مدت گزر گئی اور

قربت نہ کی تو کفارہ ساقط اور ظہار باطل۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص82)

☆ایک عورت سے چند بار ظہار کیا تو اُتنے ہی کفارے دے اگرچہ ایک ہی مجلس میں متعدد بار الفاظ ظہار کہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ بار بار لفظ بولنے سے متعدد ظہار مقصود نہ تھے بلکہ تاکید مقصود تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا مان لیں گے ورنہ نہیں۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج5، ص134)

☆ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفارہ آزاد کرنے ہی سے ہوگا اور اگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اسکے پاس خریدنے کے لیے رقم نہیں تو کفارہ میں پے درپے (لگاتار) دو مہینے کے روزے رکھے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب الکفارہ، ج5، ص139)

☆روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارہ، ج1، ص513)

☆یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گندم (دو کلو سے اسی گرام کم گندم) یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور اُنھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنھیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارہ، ج5، ص144تا146)

لعان کا بیان

☆مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حدِ قذف (تہمتِ زنا کی حد) اس پر لگائی جاتی یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، حرہ، مسلمہ، عفیفہ (پاکدامن) ہو تو لعان کیا جائے گا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج1، ص515)

☆اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے سامنے پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم! میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو اور ہر بار لفظ "اس" سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو، اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج1، ص515,516)

☆لعان کے لیے چند شرطیں ہیں:

(1) نکاح صحیح ہو، اگر اُس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔

(2)زوجیت قائم ہو خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہٰذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہو سکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کر لیا۔ یوہیں اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زوجہ کے مر جانے کے بعد تو لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(مزید لعان کی شرائط)(3)دونوں آزاد ہوں۔

(4)دونوں عاقل ہوں۔

(5)دونوں بالغ ہوں۔

(6)دونوں مسلمان ہوں۔

(7)دونوں ناطق (بولنے والے) ہوں یعنی اُن میں کوئی گونگا نہ ہو۔

(8)اُن میں کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(9)مرد نے اپنے اِس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔

(10)عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاح شرع میں پارسا اُس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اسکے ساتھ متہم (تہمت والی) ہو لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اُس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ نہیں۔ یوہیں اگر نکاح فاسد کرکے اُس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقۃً وہ ولد الزنا نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض و نفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔

(11)صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اُس کی جو اولاد اسکے نکاح میں پیدا ہوئی اُس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اُس کو کہتا ہو کہ یہ اُس کا نہیں۔

(12)دار الاسلام (اسلامی ملک) میں یہ تہمت لگائی ہو۔

(13)عورت قاضی کے پاس اُس کا مطالبہ کرے۔

(14)شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج1، ص515)

☆عورت پر چند بار تہمت لگائی تو ایک ہی بار لعان ہو گا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج1، ص514)

☆شوہر نے تہمت لگائی (اور تہمت ثابت ہو گئی) اور اب لعان سے انکار کرتا ہے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ لعان کرے یا کہے میں نے جھوٹ کہا تھا اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اُس پر حد قذف قائم کریں اور شوہر نے لعان کے الفاظ ادا کر لیے تو ضرور ہے کہ عورت بھی ادا کرے ورنہ قید کی جائیگی یہاں تک کہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے اور اب لعان نہیں ہو سکتا نہ آئندہ تہمت لگانے سے شوہر پر حد قذف قائم ہو گی مگر عورت پر تصدیق شوہر کی وجہ سے حد زنا بھی قائم نہ ہو گی جبکہ فقط اتنا کہا ہو کہ وہ سچا ہے اور اگر اپنے زنا کا اقرار کیا تو بشرائط اقرار زنا حد زنا قائم ہو گی۔
(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج5، ص155)

☆عورت سے کہا: اے زانیہ یا تو نے زنا کیا یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ سب الفاظ صریح ہیں، اِن میں لعان ہو گا اور اگر کہا تو نے حرامکاری کی یا تجھ سے حرام طور پر جماع کیا گیا یا تجھ سے لواطت کی گئی تو لعان نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج1، ص515)

☆لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دے گا اور اب مطلقہ بائن ہو گئی لہٰذا بعدِ لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے، ایلا و ظہار کر سکتا ہے، دونوں میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا اُس کا ترکہ پائے گا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔
(جوہرہ نیرہ، کتاب اللعان، الجزء الثانی، ص92)

عدت کا بیان

☆نکاح زائل ہونے (یا شبہہ نکاح) کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1 ص526)

☆نکاح زائل ہونے کے بعد اُس وقت عدت ہے کہ شوہر کا انتقال ہوا ہو (اگرچہ خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) یا (طلاق ہوئی ہو اور) خلوت صحیحہ ہوئی ہو۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1 ص526)

☆زانیہ کے لیے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے مگر جس کے زنا سے حمل ہے اُس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔ نکاح فاسد میں دخول سے قبل تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد ہوئی تو ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1 ص526)

☆عورت کو طلاق دی، بائن یا رجعی یا کسی طرح نکاح فسخ ہو گیا، اگرچہ یوں کہ شوہر کے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا اور اِن صورتوں میں دخول ہو چکا ہو یا خلوت ہوئی ہو اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے جبکہ عورت آزاد ہو۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج5، ص191)

☆ان صورتوں میں اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سِن کو نہیں پہنچی یا سِن ایاس (55 سال) کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حسابوں بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج5، ص186تا192)

☆اگر طلاق یا فسخ پہلی تاریخ کو ہوا اگرچہ عصر کے وقت تو چاند کے حساب سے تین مہینے ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے یعنی عدت کے کل دن نوے ہوں گے۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص96)

☆عورت کو حیض آ چکا ہے مگر اب نہیں آتا اور ابھی سِن ایاس کو بھی نہیں پہنچی ہے اس کی عدت بھی حیض سے ہے جب تک تین حیض نہ آلیں یا سِن ایاس کو نہ پہنچے اس کی عدت ختم نہیں ہو سکتی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1 ص527)

☆حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اس کے بعد پورے تین حیض ختم ہونے پر عدت پوری ہو گی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1 ص527)

☆طلاق کی عدت وقتِ طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو عورت اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب، عدت وقت اقرار سے شمار ہو گی۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص101,120)

☆موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزر لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو، دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو، یوہیں اگر شوہر مسلمان تھا اور عورت کتابیہ تو اس کی بھی یہی عدت ہے۔ مگر اس عدت میں شرط یہ ہے کہ عورت کو حمل نہ ہو۔
(جوہرہ نیرہ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص97)

☆عورت حاملہ ہے تو عدت وضعِ حمل (بچے کی ولادت) ہے، عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1 ص528)

☆وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔
(جوہرہ نیرہ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص96)

☆اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہو گی۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص96)

☆عورت کو طلاقِ رجعی دی تھی اور عدت میں مر گیا تو عورت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی خواہ صحت کی حالت میں طلاق دی ہو یا مرض میں۔ اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین تو طلاق کی عدت پوری کرے جبکہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی ہو تو دونوں عدتیں پوری کرے یعنی اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے تو عدت پوری ہو چکی اور اگر تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار مہینے دس دن

پورے نہ ہوئے تو ان کو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض پورے نہ ہوئے تو ان کے پورے ہونے کا انتظار کرے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج1ص530)

☆عورت کہتی ہے کہ عدت پوری ہو چکی اگر اتنا زمانہ گزرا ہے کہ پوری ہو سکتی ہے تو قسم کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہے اور اگر اتنا زمانہ نہیں گزرا تو نہیں۔ مہینوں سے عدت ہو جب تو ظاہر ہے کہ اُتنے دن گزرنے پر عدت ہو چکی اور حیض سے ہو تو آزاد عورت کے لیے کم از کم ساٹھ دن ہیں بلکہ ایک روایت میں اُنتالیس دن کہ تین حیض کی اقل (کم از کم) مدت نو دن ہے اور دو طہر کی تیس دن۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج5، ص210)

☆مطلقہ کہتی ہے کہ عدت پوری ہو گئی کہ حمل تھا ساقط ہو گیا اگر حمل کی مدت اتنی تھی کہ اعضا بن چکے تھے تو مان لیا جائیگا ورنہ نہیں مثلاً نکاح سے ایک مہینے بعد طلاق دی اور طلاق کے ایک ماہ بعد حمل ساقط ہونا بتاتی ہے تو عدت پوری نہ ہوئی کہ بچے کے اعضا چار ماہ میں بنتے ہیں۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج5، ص211)

سوگ کا بیان

☆سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے، جس کی کچھ تفصیل یہ ہے:

(1) ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے نہ پہنے۔

(2) اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے۔

(3) اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے۔

(4) اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون۔

(5) کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا منع ہے، یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا بھی منع ہے۔

(6) مہندی لگانا منع ہے۔

(7) زعفران یا کسم (ایک قسم کا پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) یا گیرو (ایک قسم کی لال مٹی) کا رنگا ہوا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے۔

ان سب چیزوں کا ترک (سوگ والی پر) واجب ہے۔
(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص102★فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج1، ص533)

(8) یوہیں پڑیا کا رنگ گلابی، دھانی، چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین ہوتا ہے سب کو ترک کرے۔
(بہار شریعت، ج8، ص242)

☆جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اُسکا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج1، ص533)

☆سوگ اُس عورت پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔ شوہر کے عنّین (نامرد) ہونے یا عضو تناسل کے کٹے ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اُس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص221)

☆عذر کی وجہ سے اِن چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں اُسکا استعمال زینت کے قصد سے نہ ہو مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِ سر ہو جائیگا تو لگانا جائز ہے۔ یا دردِ سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ یا سُرمہ لگانیکی ضرورت ہے کہ آنکھوں میں درد ہے۔ یا خارش ہے تو ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے۔ یا اُس کے پاس اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے مگر یہ ضرور ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہٰذا بقدرِ ضرورت اجازت ہے ضرورت سے زیادہ ممنوع مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانیکی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اُس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو دن میں لگانے کی اجازت نہیں۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج1، ص533)

☆طلاق دینے والا سوگ کرنے سے منع کرتا ہے یا شوہر نے مرنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ سوگ نہ کرنا جب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔
(درمختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص221)

☆نابالغہ و مجنونہ و کافرہ پر سوگ نہیں۔ ہاں اگر اثنائے عدت میں نابالغہ بالغہ ہوئی، مجنونہ کا جنون جاتا رہا اور کافرہ مسلمان ہو گئی تو جو دن باقی رہ گئے ہیں اُن میں سوگ کرے۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص223)

☆کسی قریب کے مر جانے پر عورت کو تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے اس سے زائد کی نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی منع کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص223)

☆کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لیے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص224)

☆عدت کے اندر عورت چارپائی پر سو سکتی ہے کہ یہ زینت میں داخل نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ8، ص244)

☆جو عورت عدت میں ہو اُس کے پاس صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے اگرچہ نکاح فاسد کی عدت میں ہو اور موت کی عدت ہو تو اشارۃً کہہ سکتے

ہیں اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی عدت میں اشارۃً بھی نہیں کہہ سکتے۔ اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے، ورنہ صراحت ہو جائیگی یا کہے میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ وصف ہوں اور وہ اوصاف بیان کرے جو اس عورت میں ہیں یا مجھے تجھ جیسی کہاں ملے گی۔ (درمختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص225)

☆جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہے یا کسی وجہ سے فرقت ہوئی اس کی عدت میں ہو تو اس کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں نہ دن میں نہ رات میں جبکہ آزاد ہو یا لونڈی ہو جو شوہر کے پاس رہتی ہے اور عاقلہ، بالغہ، مسلمہ ہو اگرچہ شوہر نے اُسے باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہو۔ اور نابالغہ لڑکی طلاقِ رجعی کی عدت میں شوہر کی اجازت سے باہر جاسکتی ہے اور بغیر اجازت نہیں اور نابالغہ بائن طلاق کی عدت میں اجازت وبے اجازت دونوں صورت میں جاسکتی ہے ہاں اگر قریب البلوغ (بلوغت کے قریب) ہے تو بغیر اجازت نہیں جاسکتی اور عورت پگلی یا کتابیہ ہے تو جاسکتی ہے مگر شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج1، ص534)

☆چند مکان کا ایک صحن ہو اور وہ سب مکان شوہر کے ہوں تو صحن میں آسکتی ہے اوروں کے ہوں تو نہیں۔
(درمختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص227)

☆اگر کرایہ کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان بدلنے کی اجازت نہیں شوہر کے ذمہ زمانہ عدت کا کرایہ ہے اور اگر شوہر غائب ہے اور عورت خود کرایہ دے سکتی ہے جب بھی اُسی میں رہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص227)

☆موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائیگی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لیے بھی جاسکتی ہے مگر رات کو اُسی گھر میں رہنا ہو گا۔
(درمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص228)

☆یوہیں کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لیے بھی جاسکتی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ8، ص245)

☆موت یا فرقت (علیحدگی) کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت (رہائش) تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی اس سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کرسکتی مگر ضرورت کی وجہ سے (اور ضرورت کی صورتیں ہم آگے بیان کرتے ہیں) آج کل معمولی باتوں کو جس کی کچھ حاجت نہ ہو محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت بولا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں بلکہ

ضرورت وہ ہے کہ اُس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ 7، ص 245)

☆عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لیے کہیں اور گئی تھی اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج 1، ص 535)

☆جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت کہ اسے کوئی نکال دے مثلاً طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اس کو نکال دیا، یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت عدتِ وفات ہے مالک مکان کہتا ہے کہ کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا وہ مکان شوہر کا ہے مگر اس کے حصہ میں جتنا پہنچا وہ قابل سکونت نہیں اور ورثہ اپنے حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے یا کرایہ مانگتے ہیں اور پاس کرایہ نہیں یا مکان گر رہا ہو یا گرنے کا خوف ہو یا چوروں کا خوف ہو، مال تلف (ضائع) ہو جانے کا اندیشہ ہے یا آبادی کے کنارے مکان ہے اور مال وغیرہ کا اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہو اور کرایہ دے سکتی ہے یا ورثہ کو کرایہ دے کر رہ سکتی ہے تو اُسی میں رہنا لازم ہے۔ اور اگر حصہ اتنا ملا کہ اس کے رہنے کے لیے کافی ہے تو اُسی میں رہے اور دیگر ورثہ شوہر جن سے پردہ فرض ہے اُن سے پردہ کرے اور اگر اُس مکان میں نہ چور کا خوف ہے نہ پڑوسیوں کا مگر اُس میں کوئی اور نہیں ہے اور تنہا رہتے خوف کرتی ہے تو اگر خوف زیادہ ہو مکان بدلنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں اور طلاق بائن کی عدت ہے اور شوہر فاسق ہے اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر اُس کی نیت بد ہو تو روک سکے ایسی حالت میں مکان بدل دے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج 1، ص 535)

☆وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اُس مکان سے جہاں تک قریب کا میسر آ سکے اُسے لے اور عدت طلاق کی ہو تو جس مکان میں شوہر اُسے رکھنا چاہے اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج 1، ص 535)

☆جب مکان بدلا تو دوسرے مکان کا وہی حکم ہے جو پہلے کا تھا یعنی اب اس مکان سے باہر جانے کی اجازت نہیں مگر عدتِ وفات میں بوقتِ حاجت بقدرِ حاجت جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج 1، ص 535)

☆طلاقِ بائن (یا تین طلاقوں) کی عدت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر و عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کر دی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے اور دوسری طرف عورت، اس واسطے کہ عورت اب اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں بلکہ یہاں فتنہ کا زیادہ اندیشہ ہے اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہیں کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اُتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے، یہ نہ کرے کہ عورت کو دوسرے مکان میں بھیج دے اور خود اس میں رہے کہ عورت کو مکان بدلنے کی بغیر ضرورت اجازت نہیں اور اگر شوہر فاسق ہو تو اُسے حکماً اُس مکان سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر نہ نکلے تو اُس مکان میں کوئی ثقہ (معتبر) عورت رکھ دی جائے جو فتنہ کے روکنے پر قادر ہو اور اگر رجعی کی عدت ہو تو پردہ کی کچھ حاجت نہیں اگرچہ شوہر فاسق ہو کہ یہ نکاح سے باہر نہ

ہوئی۔ (درمختارورد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص230)

☆رجعی کی عدت کے (مزید) وہی احکام ہیں جو بائن کے ہیں مگر اس کے لیے سوگ نہیں۔

(درمختارورد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج5، ص233)

بچہ کی پرورش کا بیان

☆بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لیے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔

☆ درج ذیل وجوہات سے ماں کا حق پرورش ساقط ہو جائے گا:

(1) اگر وہ مرتدہ ہو گئی تو پرورش نہیں کر سکتی۔

(2) یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے تو اُس کی پرورش میں نہ دیا جائے۔

(3) بلکہ بعض فقہانے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اُسکی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ اُس کی پرورش میں اُس وقت تک رہے گا کہ ناسمجھ ہو جب کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کر لیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کریگا جو اُس کی ہے۔

(4) یو ہیں ماں کی پرورش میں اُسوقت بھی نہ دیا جائے جبکہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلی جاتی ہو اگرچہ اُسکا جانا کسی گناہ کے لیے نہ ہو مثلاً وہ عورت مُردے نہلاتی ہے یا جنائی (دایہ) ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے اُسے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج1، ص541)

(5) اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حقِ پرورش باطل نہ ہوا۔ غیر محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ نسب کی جہت سے بچہ کے لیے محرم نہ ہو۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص261)

☆ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے، یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں، اس کے بعد دادی پر دادی بشرائط مذکورہ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیافی بہن (ماں ایک ہو) پھر علاتی بہن (باپ ایک ہو) پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیافی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیافی پھر علاتی پھر علاتی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیافی بھائی کی بیٹی پھر علاتی بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اور ان سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ پہلے حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی۔

(درمختارورد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص269,270)

☆جس کے لیے حقِ پرورش ہے اگر وہ انکار کرے اور کوئی دوسری نہ ہو جو پرورش کرے تو پرورش کرنے پر مجبور کی جائے گی۔
(ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص265)

☆ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور وہ اس کے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو پرورش کا معاوضہ نہیں پائے گی ورنہ لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اُجرت اور بچہ کا نفقہ بھی اور اگر اُس کے پاس رہنے کا مکان نہ ہو تو یہ بھی اور بچہ کو خادم کی ضرورت ہو تو یہ بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے دیے جائیں ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اُسی کے ذمہ یہ سب بھی ہیں۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص266تا268)

☆ماں نے اگر پرورش سے انکار کر دیا پھر یہ چاہتی ہے کہ پرورش کرے تو رجوع کر سکتی ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص264)

☆اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیبِ ارث (وراثت کی ترتیب پر عصبات) یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچازاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مشتہاۃ (جو قابل شہوت ہو) ہو اور اگر عصبات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیافی بھائی پھر اُسکا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔
(درمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص270,271)

☆اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیز گار ہو پھر وہ کہ اُن میں بڑا ہو حقدار ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج1، ص542)

☆بچہ کی ماں اگر ایسے مکان میں رہتی ہے کہ گھر والے بچہ سے بغض رکھتے ہیں تو باپ اپنے بچہ کو اُس سے لے لے گا یا عورت وہ مکان چھوڑ دے۔
(ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص272)

☆اجنبی کے ساتھ نکاح کرنے سے حقِ پرورش ساقط ہو گیا تھا پھر اُس نے طلاق بائن دیدی یا رجعی دی مگر عدت پوری ہو گئی تو حقِ پرورش لوٹ آئے گا۔ (ہدایہ، کتاب الطلاق، باب الولد من احق بہ، ج2، ص284)

☆جس عورت کے لیے حقِ پرورش ہے اُس کے پاس لڑکے کو اُس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اُس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا پیتا، پہنتا، استنجا کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کر لیتا ہو تو اُس کے پاس سے علیحدہ کر لیا جائے ورنہ نہیں اور اگر باپ لینے سے انکار کرے تو جبراً اُس کے حوالے کیا جائے اور لڑکی اُس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، باب المہر، فصل فی الخضانۃ، ج1، ص194)

☆سات برس کی عمر سے بلوغ تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا پھر جب بالغ ہو گیا اور سمجھ دار ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا اندیشہ نہ ہو اور تادیب (تربیت واصلاح) کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے اور اگر اِن باتوں کا اندیشہ ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس

رہے گا خود مختار نہ ہو گا مگر بالغ ہونے کے بعد باپ پر نفقہ واجب نہیں اب اگر باپ اخراجات اٹھائے تو احسان ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج1، ص542)

☆یہ حکم فقہی ہے مگر نظر بحالِ زمانہ (زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے) خود مختار نہ رکھا جائے، جب تک چال چلن اچھی طرح درست نہ ہولیں اور پورا وثوق (یقین) نہ ہولے کہ اب اس کی وجہ سے فتنہ وعار نہ ہو گا کہ آج کل اکثر صحبتیں مخرب اخلاق (اخلاق کو بگاڑنے والی) ہوتی ہیں اور نو عمری میں فساد بہت جلد سرایت کرتا ہے۔ (بہارشریعت، حصہ8، ص256)

☆لڑکی نو برس کے بعد سے جب تک کنواری ہے باپ دادا بھائی وغیرہم کے یہاں رہے گی مگر جبکہ عمر رسیدہ ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور لڑکی ثیب ہے مثلاً بیوہ ہے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے، ورنہ باپ دادا وغیرہ کے یہاں رہے اور یہ ہم پہلے بیان کرچکے کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کے لیے حق پرورش نہیں یہی حکم اب بھی ہے کہ وہ محرم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ محرم کے پاس رہے اور محرم نہ ہو تو کسی ثقہ امانت دار عورت کے پاس رہے جو اُس کی عفت کی حفاظت کرسکے اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اختیار ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج1، ص542)

☆لڑکا بالغ نہ ہوا مگر کام کے قابل ہو گیا ہے تو باپ اُسے کسی کام میں لگادے جو کام سکھانا چاہے اُس کے جاننے والوں کے پاس بھیج دے کہ اُن سے کام سیکھے نوکری یا مزدوری کے قابل ہو اور باپ اُس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو نوکری یا مزدوری کرائے اور جو کمائے اُس پر صرف کرے اور بچ رہے تو اُس کے لیے جمع کرتا رہے اور اگر باپ جانتا ہے کہ میرے پاس خرچ ہو جائے گا تو کسی اور کے پاس امانت رکھ دے۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص278)

☆مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائی جائیں روزہ و نماز و طہارت اور بیع واجارہ و دیگر معاملات کے مسائل جن کی روز مرّہ حاجت پڑتی ہے اور ناواقفی سے خلافِ شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کی تعلیم ہو اگر دیکھیں کہ بچہ کو علم کی طرف رجحان ہے اور سمجھ دار ہے تو علم دِین کی خدمت سے بڑھ کر کیا کام ہے اور اگر استطاعت نہ ہو تو تصحیح و تعلیمِ عقائد اور ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد جس جائز کام میں لگائیں اختیار ہے۔ (بہارشریعت، حصہ8، ص256)

☆لڑکی کو بھی عقائد و ضروری مسائل سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی اور نقش و نگار وغیرہ ایسے کام سکھائیں جن کی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور کھانا پکانے اور دیگر امورِ خانہ داری میں اُسکو سلیقہ ہونے کی کوشش کریں کہ سلیقہ والی عورت جس خوبی سے زندگی بسر کرسکتی ہے بدسلیقہ نہیں کرسکتی۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص279)

☆جب پرورش کا زمانہ پورا ہو چکا اور بچہ باپ کے پاس آگیا تو باپ پر یہ واجب نہیں کہ بچہ کو اُس کی ماں کے پاس بھیجے، نہ پرورش کے زمانہ میں ماں

پر باپ کے پاس بھیجنا لازم تھا ہاں اگر ایک کے پاس ہے اور دوسرا اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھنے سے منع نہیں کیا جا سکتا۔
(در مختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج5، ص272)

نفقہ کا بیان

☆نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان ہے۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص108)

☆نفقہ واجب ہونے کے تین اسباب ہیں: زوجیت۔ نَسب۔ مِلک۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص108)

☆بیوی کا نفقہ: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کتابیہ، محتاج ہو یا مالدار، دخول ہوا ہو یا نہیں، بالغہ ہو یا نابالغہ۔ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ ہو۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی صغیر السِن (کم عمر) ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو تو باپ پر واجب ہے۔ شوہر عنین (نامرد) ہے یا اُسکا عضوِ تناسُل کٹا ہوا ہے یا مریض ہے کہ جماع کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص544)

☆نکاحِ فاسد مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح ہو تو اس میں یا اس کی عدت میں نفقہ واجب نہیں۔ یوہیں وطی بالشبہہ (شبہ والی وطی) میں اور اگر بظاہر نکاح صحیح ہوا اور قاضی شرع نے نفقہ مقرر کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ نکاح صحیح نہیں مثلاً وہ عورت اس کی رضاعی بہن ثابت ہوئی تو جو کچھ نفقہ میں دیا ہے واپس لے سکتا ہے اور اگر بطور خود بلا حکمِ قاضی دیا ہے تو نہیں لے سکتا۔ (الجوہرۃ النیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص108)

☆بالغہ عورت جب اپنے نفقہ کا مطالبہ کرے اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے تو اُس کا مطالبہ درست ہے جبکہ شوہر نے اپنے مکان پر لے جانے کو اُس سے نہ کہا ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا تو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتی ہے جب تک مہرِ معجل (فوری ادائیگی والا مہر) نہ دوگے نہیں جاؤں گی جب بھی نفقہ پائے گی کہ اُس کا انکار ناحق نہیں اور اگر انکار ناحق ہے مثلاً مہرِ معجل ادا کر چکا ہے یا مہر معجل تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے تو اب نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے مکان پر نہ آئے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص545)

☆عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا بیمار ہو کر اُس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آسکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آسکتی ہے مگر نہیں آئی تو نہیں۔ (در مختار، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج5، ص287)

☆عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے۔
(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج5، ص289)

☆عورت حج کے لیے گئی اور شوہر ساتھ نہ ہو تو نفقہ واجب نہیں اگرچہ محرم کے ساتھ گئی ہو اگرچہ حج فرض ہو، اگرچہ (جانے سے پہلے) شوہر کے مکان پر رہتی تھی۔ اور اگر شوہر کے ہمراہ ہے تو نفقہ واجب ہے حج فرض ہو یا نفل مگر سفر کے مطابق نفقہ واجب نہیں بلکہ حضر (حالت اقامت) کا نفقہ واجب ہے، لہٰذا کرایہ وغیرہ مصارفِ سفر شوہر پر واجب نہیں۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، باب النفقۃ، ج1، ص196)

☆عورت نے کسی کے بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی مگر دودھ پلانے جاتی نہیں بلکہ بچہ کو یہاں لاتے ہیں تو نفقہ ساقط نہیں، البتہ شوہر کو اختیار ہے کہ اس سے روک دے بلکہ اگر اپنے بچہ کو جو دوسرے شوہر سے ہے دودھ پلائے تو شوہر کو منع کر دینے کا اختیار حاصل بلکہ ہر ایسے کام سے منع کر سکتا ہے جس سے اُسے ایذا ہوتی ہے یہاں تک کہ سلائی وغیرہ ایسے کاموں سے بھی منع کر سکتا ہے بلکہ اگر شوہر کو مہندی کی بو ناپسند ہے تو مہندی لگانے سے بھی منع کر سکتا ہے۔ اور اگر دودھ پلانے وہاں جاتی ہے خواہ دن میں وہاں رہتی ہے یا رات میں تو نفقہ ساقط ہے۔ یوہیں اگر عورت مُردہ نہلانے یا دائی کا کام کرتی ہے اور اپنے کام کے لیے باہر جاتی ہے مگر رات میں شوہر کے یہاں رہتی ہے اگر شوہر نے منع کیا اور بغیر اجازت گئی تو نفقہ ساقط ہے۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص290)

☆اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص286)

☆نفقہ کا تعین روپوں سے نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیشہ اُتنے ہی روپے دیے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے ارزانی و گرانی (سستائی اور مہنگائی) دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہو سکتے بلکہ گرانی میں اُس کے لحاظ سے تعداد بڑھائی جائے گی اور ارزانی میں کم کی جائے گی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص547)

☆عورت آٹا پیسنے روٹی پکانے سے انکار کرتی ہے اگر وہ ایسے گھرانے کی ہے کہ اُن کے یہاں کی عورتیں اپنے آپ یہ کام نہیں کرتیں یا وہ بیمار یا کمزور ہے کہ کر نہیں سکتی تو پکا ہوا کھانا دینا ہوگا یا کوئی ایسا آدمی دے جو کھانا پکاوے، پکانے پر مجبور نہیں کی جاسکتی اور اگر نہ ایسے گھرانے کی ہے نہ کوئی سبب ایسا ہے کہ کھانا نہ پکا سکے تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ پکا ہوا اُسے دے اور اگر عورت خود پکاتی ہے مگر پکانے کی اُجرت مانگتی ہے تو اُجرت نہیں دی جائے گی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص548)

☆کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے، مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چمٹا، رکابی، پیالہ، چمچہ وغیرہا جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسبِ

حیثیت اعلیٰ، ادنیٰ متوسط۔ یوہیں حسبِ حیثیت اثاث البیت (گھر کے اثاثہ کے اعتبار سے) دیناواجب، مثلاً چٹائی، دری، قالین، چارپائی، لحاف، توشک (گدا)، تکیہ، چادر وغیرہا۔ یوہیں کنگھا، تیل وغیرہ۔ اور صابن میل دور کرنے کے لیے اور سُرمہ، مسی (منجن)، مہندی دیناشوہر پر واجب نہیں، اگر لائے توعورت کو استعمال ضروری ہے۔ عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بُو کو دفع کرسکے۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص108)

☆عورت اگر چائے یا حقہ پیتی ہے تو ان کے مصارف شوہر پر واجب نہیں اگرچہ نہ پینے سے اُس کو ضرر پہنچے گا۔
(ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص294)

☆عورت بیمار ہو تو اُس کی دوا کی قیمت اور طبیب کی فیس شوہر پر واجب نہیں۔ فصد (ایک مخصوص رگ کاٹنا علاج میں) یا پچھنے (حجامہ) کی ضرورت ہو تو یہ بھی شوہر پر نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص109)

☆بچہ پیدا ہو تو جنائی کی اُجرت شوہر پر ہے اگر شوہر نے بُلایا۔ اور عورت پر ہے اگر عورت نے بلوایا۔ اور اگر وہ خود بغیر ان دونوں میں کسی کے بُلائے آجائے تو ظاہر یہ ہے کہ شوہر پر ہے۔ (البحرالرائق، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج4، ص299)

☆شوہر کو خود ہی چاہیے کہ عورت کے مصارف اپنے ذمہ لے یعنی جس چیز کی ضرورت ہو لا کر یا منگا کر دے۔ اور اگر لانے میں ڈھیل ڈالتا ہے تو قاضی کوئی مقدار وقت اور حال کے لحاظ سے مقرر کردے کہ شوہر وہ رقم دے دیا کرے اور عورت اپنے طور پر خرچ کرے۔ اور اگر اپنے اوپر تکلیف اُٹھا کر عورت اس میں سے کچھ بچالے تو وہ عورت کا ہے واپس نہ کرے گی، نہ آئندہ کے نفقہ میں کٹوائے گی اور اگر شوہر بقدرِ کفایت عورت کو نہیں دیتا تو بغیر اجازتِ شوہر عورت اُس کے مال سے لے کر صرف کرسکتی ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص295)

☆شوہر عورت کو جتنے روپے کھانے کے لیے دیتا ہے اپنے اوپر تکلیف اُٹھا کر اُن میں سے کچھ بچا لیتی ہے اور خوف ہے کہ لاغر (کمزور) ہو جائے گی تو شوہر کو حق ہے کہ اُسے تنگی کرنے سے روک دے نہ مانے تو قاضی کے یہاں اس کا دعویٰ کرکے رُکوا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے جمال میں فرق آئے گا اور یہ شوہر کا حق ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص300)

☆نفقہ کی مقدار اگر باہم رضامندی سے کوئی مقدار معین ہوئی یا قاضی نے معین کردی اور چند ماہ تک وہ رقم نہ دی تو عورت وصول کرسکتی ہے اور معاف کرنا چاہے تو کرسکتی ہے بلکہ جو مہینہ آگیا ہے اُس کا بھی نفقہ معاف کرسکتی ہے جبکہ ماہ بماہ نفقہ دینا ٹھہرا ہو اور سالانہ مقرر ہوا تو اس سال اور سال گزشتہ کا معاف کرسکتی ہے۔ پہلی صورت میں بعد والے مہینے کا دوسری میں اُس سال کا جو ابھی نہیں آیا معاف نہیں کرسکتی اور اگر نہ باہم کوئی مقدار معین ہوئی نہ قاضی نے معین کی تو زمانہ گزشتہ کا نفقہ نہ طلب کرسکتی ہے، نہ معاف کرسکتی ہے کہ وہ شوہر کے ذمہ واجب ہی نہیں، ہاں اگر اس شرط پر خلع ہوا کہ عورت عدت کا نفقہ معاف کردے تو یہ معاف ہو جائے گا۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص303)

☆عورت کو مثلاً مہینے بھر کا نفقہ دیدیا اُس نے فضول خرچی سے مہینہ پورا ہونے سے پہلے خرچ کرڈالا یا چوری جاتا رہا یا کسی اور وجہ سے ہلاک ہو گیا تو اس مہینے کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص306)

☆شوہر اگر ناداری کے سبب نفقہ دینے سے عاجز ہے تو اس کی وجہ سے تفریق نہ کی جائے۔ یوہیں اگر مالدار ہے مگر مال یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کریں بلکہ اگر نفقہ مقرر ہو چکا ہے تو قاضی حکم دے کہ قرض لیکر یا کچھ کام کر کے صرف کرے اور وہ سب شوہر کے ذمہ ہے کہ اُسے دینا ہو گا۔
(درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص309)

☆مرد نے عورت کے پاس کپڑے یا روپے بھیجے عورت کہتی ہے ہدیۃً بھیجے اور مرد کہتا ہے نفقہ میں بھیجے تو شوہر کا قول معتبر ہے ہاں اگر عورت گواہوں سے ثابت کر دے کہ ہدیۃً بھیجے یا یہ کہ شوہر نے اس کا اقرار کیا تھا اور گواہوں نے اُس کے اقرار کی شہادت دی تو گواہی مقبول ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص552)

☆شوہر پر بیوی کو سال میں دو جوڑے کپڑے دینا واجب ہے ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑا دیدیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادۃً جس طرح پہنا جاتا ہے اُس طرح پہنتی تو نہیں پھٹتا تو دوسرے کپڑے اس ششماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں اور اگر مدت پوری ہو گئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہنا ہی نہیں یا کبھی اُس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا جوڑا واجب نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص109)

☆سردیوں میں سردی کے مناسب اور گرمیوں میں گرمی کے مناسب کپڑے دے مگر بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو متوسط جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔ اور لباس میں اُس شہر کے رواج کا اعتبار ہے سردی گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں چلن ہے وہ دے، چمڑے کے موزے عورت کے لیے شوہر پر واجب نہیں اور سوتی، اونی موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں یہ دینے ہوں گے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص294)

☆نفقہ کا تیسرا جز سُکنٰی ہے یعنی رہنے کا مکان۔ شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لیے دے، وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں، ہاں اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ جماع سے آگاہ نہیں تو وہ مانع (منع کرنے والا) نہیں۔ اور اگر اُس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کیا کہ سب کے ساتھ رہے تو متعلقین شوہر (یعنی شوہر کے رشتہ داروں) سے خالی ہونے کی شرط نہیں۔ اور عورت کا بچہ اگرچہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے عورت کو اس کا اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اُسے وہاں رکھے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص324)

☆عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہو یعنی اپنی سَوتن یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا کمرہ اُس کو دے دے جس

میں دروازہ ہو اور بند کر سکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اُس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔ رہا یہ امر کہ پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ بھی علیحدہ ہونا چاہیے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا مکان دے جس میں یہ ضروریات ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے، اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص557)

☆ یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا اور اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل بہلتا ہو یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اُس کے ہمسایہ نیک لوگ ہوں۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص328)

☆ عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں شوہر منع نہیں کر سکتا، ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہیں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم سال بھر میں ایک بار آسکتے ہیں۔ یوہیں عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور دیگر محارم کے یہاں سال میں ایک بار جا سکتی ہے، مگر رات میں بغیر اجازت شوہر وہاں نہیں رہ سکتی، دن ہی دن میں واپس آئے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے کسی وقت منع نہیں کر سکتا۔ اور غیروں کے یہاں جانے یا اُن کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کرے، بغیر اجازت جائے گی تو گنہگار ہو گی اور اجازت سے گئی تو دونوں گنہگار ہوئے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص557)

☆ عورت اگر کوئی ایسا کام کرتی ہے جس سے شوہر کا حق فوت ہوتا ہے یا اُس میں نقصان آتا ہے یا اُس کام کے لیے باہر جانا پڑتا ہے تو شوہر کو منع کر دینے کا اختیار ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص330)

☆ بلکہ نظر بحالِ زمانہ ایسے کام سے تو منع ہی کرنا چاہیے جس کے لیے باہر جانا پڑے۔ (بہار شریعت، حصہ8، ص272)

☆ جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، نہ نقصان ہو، اگر عورت گھر میں وہ کام کر لیا کرے جیسے کپڑا سینا یا اگلے زمانہ میں چرخہ کاتنے کا رواج تھا تو ایسے کام سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہیں خصوصاً جبکہ شوہر گھر نہ ہو کہ ان کاموں سے جی بہلتا رہے گا اور بیکار بیٹھے گی تو وسوسے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور لایعنی (فضول) باتوں میں مشغول ہو گی۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص331)

☆ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں، عورت کو حمل ہو یا نہیں۔

(فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، باب النفقہ، ج1، ص196)

☆ ہاں جو عورت بے اجازتِ شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اُسے طلاق دیدی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی ہاں اگر بعدِ طلاق شوہر کے گھر

میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقۃ الزوجۃ، ج1، ص545)

☆جب تک عورت سن ایاس (جس عمر میں حیض آنا بند ہو جاتا ہے، پچپن سال کی عمر) کو نہ پہنچے اُس کی عدت تین حیض ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا اور اگر اس عمر سے پہلے کسی وجہ سے جوان عورت کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت کتنی ہی طویل ہو زمانہ عدت کا نفقہ واجب ہے یہاں تک کہ اگر سن ایاس تک حیض نہ آیا تو بعدِ ایاس تین ماہ گزرنے پر عدت ختم ہوگی اور اُس وقت تک نفقہ دینا ہو گا۔ ہاں اگر شوہر گواہوں سے ثابت کر دے کہ عورت نے اقرار کیا ہے کہ تین حیض آئے اور عدت ختم ہو گئی تو نفقہ ساقط کہ عدت پوری ہو چکی اور اگر عورت کو طلاق ہوئی اُس نے اپنے کو حاملہ بتایا تو وقتِ طلاق سے دو برس تک وضعِ حمل (بچے کی ولادت) کا انتظار کیا جائے وضعِ حمل تک نفقہ واجب ہے اور دو برس پر بھی بچہ نہ ہوا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے حیض نہیں آیا اور حمل کا گمان تھا تو نفقہ برابر لیتی رہے گی یہاں تک کہ تین حیض آئیں یا سن ایاس آ کر تین مہینے گزر جائیں۔

(فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، باب النفقۃ، ج1، ص202)

☆عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا۔ (بہار شریعت، حصہ8، ص264)

☆وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں، خواہ عورت کو حمل ہو یا نہیں۔ یوہیں جو فرقت عورت کی جانب سے معصیت کے ساتھ ہو اُس میں بھی نہیں مثلاً عورت مرتدہ ہو گئی یا شہوت کے ساتھ شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ چھوا، ہاں اگر مجبور کی گئی تو ساقط نہ ہو گا۔ یوہیں اگر عدت میں مرتدہ ہو گئی تو نفقہ ساقط ہو گیا پھر اگر اسلام لائی تو نفقہ عود کر آئے گا اور خلع میں نفقہ ہے، ہاں اگر خلع اس شرط پر ہوا کہ عورت نفقہ و سکنیٰ (رہائش) معاف کرے تو نفقہ اب نہیں پائے گی مگر سکنی سے شوہر اب بھی بری نہیں کہ عورت اس کو معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔

(جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، 110,111)

اولاد کا نفقہ

☆نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے جبکہ اولاد فقیر ہو یعنی خود اس کی مِلکیت میں مال نہ ہو اور آزاد ہو۔ اور بالغ بیٹا اگر اپاہج یا مجنون یا نابینا ہو کمانے سے عاجز ہو اور اُس کے پاس مال نہ ہو تو اُس کا نفقہ بھی باپ پر ہے اور لڑکی جبکہ مال نہ رکھتی ہو تو اُس کا نفقہ بہر حال باپ پر ہے اگرچہ اُس کے اعضا سلامت ہوں۔ اور اگر نابالغ کی مِلک میں مال ہے مگر یہاں مال موجود نہیں تو باپ کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پاس سے خرچ کرے جب مال آئے تو جتنا خرچ کیا ہے اُس میں سے لے لے اور اگر بطورِ خود خرچ کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مال آنے کے بعد اُس میں سے لے لے تو لوگوں کو گواہ بنائے کہ جب مال آئے گا میں لے لوں گا اور گواہ نہ کیے تو دیانۃً لے سکتا ہے قضاءً نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، 115)

☆نابالغ کا باپ تنگ دست ہے اور ماں مالدار جب بھی نفقہ باپ ہی پر ہے مگر ماں کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور جب شوہر کے پاس ہو تو وصول کر لے۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، 115)

☆اگر باپ مفلس ہے تو کمائے اور بچوں کو کھلائے اور کمانے سے بھی عاجز ہے مثلاً اپاہج ہے تو دادا کے ذمہ نفقہ ہے کہ خود باپ کا نفقہ بھی اس صورت میں اُسی کے ذمہ ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص349)

☆طالب علم کہ علم دین پڑھتا ہو اور نیک چلن ہو اُس کا نفقہ بھی اُس کے والد کے ذمہ ہے وہ طلبہ مراد نہیں جو فضولیات و لغویات فلاسفہ میں مشتغل ہوں اگر یہ باتیں ہوں تو نفقہ باپ پر نہیں۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص348)

☆وہ طلبہ بھی اس سے مراد نہیں جو بظاہر علم دین پڑھتے اور حقیقۃً دین ڈھانا چاہتے ہیں مثلاً بدمذہبوں سے پڑھتے ہیں اُن کے پاس اُٹھتے بیٹھتے ہیں کہ ایسوں سے عموماً یہی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ بدباطنی وخباثت اور اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی کرنے میں اپنے اساتذہ سے بھی سبقت لے گئے۔ ایسوں کا نفقہ درکنار اُنکو پاس بھی نہ آنے دینا چاہیے ایسی تعلیم سے تو جاہل رہنا اچھا تھا کہ اس نے تو مذہب و دین سب کو برباد کیا اور نہ فقط اپنا بلکہ وہ تم کو بھی لے ڈوبے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ترجمہ: بے ادب صرف اپنے آپ کو برباد نہیں کرتا بلکہ تمام جہان میں آگ لگا دیتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ8، ص273)

☆بچہ کی ملک میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اور نفقہ کی حاجت ہو تو بیچ کر خرچ کی جائے اگرچہ سب رفتہ رفتہ کرکے خرچ ہو جائے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الرابع، ج1، ص562)

☆باپ مر گیا اُس نے نابالغ بچے اور اموال چھوڑے تو بچوں کا نفقہ اُن کے حصوں میں سے دیا جائیگا۔ یوہیں ہر وارث کا نفقہ اُس کے حصہ میں سے دیا جائیگا پھر اگر میت نے کسی کو وصی کیا ہے تو یہ کام وصی کا ہے کہ ان کے حصوں سے نفقہ دے اور وصی کسی کو نہ کیا ہو تو قاضی کا کام ہے کہ نابالغوں کا نفقہ اُن کے حصوں سے دے یا قاضی کسی کو وصی بنادے کہ وہ خرچ کرے اور اگر وہاں قاضی نہ ہو اور میت کے بالغ لڑکوں نے نابالغوں پر اُن کے حصوں سے خرچ کیا تو قضاءً اُن کو تاوان دینا ہو گا اور دیانۃً نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الرابع، ج1، ص564)

☆لڑکی جب جوان ہوگئی اور اُس کی شادی کر دی تو اب شوہر پر نفقہ ہے باپ سبکدوش ہو گیا۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الرابع، ج1، ص563)

والدین کا نفقہ

☆باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی اگر تنگدست ہوں تو ان کا نفقہ واجب ہے، اگرچہ کمانے پر قادر ہوں جبکہ یہ مالدار ہو یعنی مالک نصاب ہو اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اگر یہ بھی محتاج ہے تو باپ کا نفقہ اس پر واجب نہیں، البتہ اگر باپ اپاہج یا مفلوج ہے کہ کما نہیں سکتا تو بیٹے کے ساتھ نفقہ میں شریک ہے اگرچہ بیٹا فقیر ہو اور ماں کا نفقہ بھی بیٹے پر ہے، اگرچہ اپاہج نہ ہو اگرچہ بیٹا فقیر ہو۔ یعنی جبکہ بیوہ ہو اور اگر نکاح کر لیا ہے تو اس کا نفقہ شوہر پر ہے اور اگر

اس کے باپ کے نکاح میں ہے اور باپ اور ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے اور باپ محتاج نہ ہو تو باپ پر ہے اور باپ محتاج ہے اور ماں مالدار تو ماں کا نفقہ اب بھی بیٹے پر نہیں بلکہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور شوہر سے وصول کر سکتی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، باب النفقہ، ج5، ص358تا361)

☆باپ وغیرہ کا نفقہ جیسے بیٹے پر واجب ہے، یوہیں بیٹی پر بھی ہے، اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو دونوں پر برابر برابر واجب ہے اور اگر دو بیٹے ہوں ایک فقط مالکِ نصاب ہے اور دوسرا بہت مالدار ہے تو باپ کا نفقہ دونوں پر برابر برابر ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص361)

☆باپ اور اولاد کے نفقہ میں قرابت و جزئیت (خونی رشتے) کا اعتبار ہے وراثت کا نہیں مثلاً بیٹا ہے اور پوتا تو نفقہ بیٹے پر واجب ہے، پوتے پر نہیں۔ یوہیں بیٹی ہے اور پوتا تو بیٹی پر ہے، پوتے پر نہیں، اور پوتا ہے اور نواسی یا نواسہ تو دونوں پر برابر، اور بیٹی ہے اور بہن یا بھائی تو بیٹی پر ہے، اور نواسہ نواسی ہیں اور بھائی تو اُن پر ہے، اس پر نہیں اور باپ یا ماں ہے اور بیٹا تو بیٹے پر ہے، اُن پر نہیں اور دادا ہے اور پوتا تو ایک ثلث دادا پر اور باقی پوتے پر، اور باپ ہے اور نواسی نواسہ تو باپ پر ہے، ان پر نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص362)

☆باپ اگر تنگ دست ہو اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور یہ بچے محتاج ہوں اور بڑا بیٹا مالدار ہے تو باپ اور اُس کی سب اولاد کا نفقہ اس پر واجب ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الرابع، ج1، ص565)

☆بیٹا اگر ماں باپ دونوں کا نفقہ نہیں دے سکتا مگر ایک کا دے سکتا ہے تو ماں زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر باپ محتاج ہے اور چھوٹا بچہ بھی ہے اور دونوں کا نفقہ نہ دے سکتا ہو مگر ایک کا دے سکتا ہے تو بیٹا زیادہ حقدار ہے۔ اور اگر والدین میں کسی کا پورا نفقہ نہ دے سکتا ہو تو دونوں کو اپنے ساتھ کھلائے جو خود کھاتا ہو اُسی میں سے اُنھیں بھی کھلائے۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، 119)

☆جو رشتہ دار محارم ہوں اُن کا بھی نفقہ واجب ہے جبکہ محتاج ہوں اور نابالغ یا عورت ہو۔ اور رشتہ دار بالغ مرد ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کمانے سے عاجز ہو مثلاً دیوانہ ہے یا اُس پر فالج گرا ہے یا اپاہج ہے یا اندھا۔ اور اگر عاجز نہ ہو تو واجب نہیں اگرچہ محتاج ہو اور عورت میں بالغہ نابالغہ کی قید نہیں اور ان کے نفقات بقدرِ میراث واجب ہیں یعنی اُس کے ترکہ سے جتنی مقدار کا وارث ہو گا اُسی کے موافق اِس پر نفقہ واجب مثلاً کوئی شخص محتاج ہے اور اُس کی تین بہنیں ہیں ایک حقیقی، ایک علاتی (باپ ایک ہو، ماں الگ) ایک اخیافی (ماں ایک ہو، باپ الگ) تو نفقہ کے پانچ حصے تصور کریں تین حقیقی بہن پر اور ایک ایک ان دونوں پر۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الخامس، ج1، ص565تا567)

☆عورت کا شوہر تنگ دست ہے اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر جب شوہر کے پاس مال ہو جائے تو واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج5، ص372)

☆اگر رشتہ دار محرم نہ ہو جیسے چچازاد بھائی یا محرم ہو مگر رشتہ دار نہ ہو، جیسے رضاعی بھائی، بہن یا رشتہ دار محرم ہو مگر حرمت قرابت کی نہ ہو،

جیسے چچازاد بھائی اور وہ رضاعی بھائی بھی ہے کہ حرمت رضاعت کی وجہ سے ہے، نہ کہ رشتہ کی وجہ سے توان صورتوں میں نفقہ واجب نہیں۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الخامس، ج1، ص566)

اولاد کے حقوق

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے حقوقِ اولاد کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں تقریباً اسی (80) حقوق بیان فرمائے، جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم (ذلیل) قوم سے نہ کرے کہ بُری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

(2) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا و ماموں کی عادات کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(3) زنگیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بد نمانہ کر دے۔

(4) جماع کی ابتدا بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

(5) اس وقت شرمگاہ زن (عورت کی شرم گاہ) پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(6) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔

(7) مرد وزن (میاں بیوی) کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(8) جب بچہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان (ایک بیماری کا نام ہے اس) سے بچے۔

(9) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن (اچھی فال) ہے۔

(10) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دختر (بیٹی) کے لئے ایک پسر (بیٹے) کے لئے دو کہ اس میں بچے کا گویا رہن سے چھڑانا ہے۔

(11) ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔

(12) سر کے بال اُتروائے۔

(13) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

(14)سر پر زعفران لگائے۔

(15)نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی (شکایت کرے) ہوگا۔

(16)بُرا نام نہ رکھے کہ فال بد ہے۔

(17)عبداللہ، عبدالرحمن، احمد، حامد وغیرہ باعبادت وحمد کے نام یا انبیاء واولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجبِ برکت ہے خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔

(18)جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے۔

(19) مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔

(20)مارنے بُرا کہنے میں احتیاط رکھے۔

(21)جو مانگے بروجہ مناسب دے۔

(22)پیار میں چھوٹے لقب، بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔

(23)ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔

(24)رذیل یا بد (بُرے) افعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

(25)بچے کا نفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل۔

(26)اپنے حوائج وادائے واجبات شریعت سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں قریبوں محتاجوں غریبوں سب سے پہلے حق عیال واطفال (گھر والوں اور بچوں) کا ہے جو ان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

(27)بچہ کو پاک کمائی سے روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں ڈالتا ہے۔

(28)اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کے تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو انہیں کو کھلائے۔

(29)خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے۔ انہیں پیار کرے بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے۔

(30)ان کے ہنسنے کھیلنے بہلنے کی باتیں کرے ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت و محافظت ہر وقت حتی کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔

(31) نیا میوہ پھل پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔

(32) کبھی کبھی حسب ضرورت انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائز ہے دیتا رہے۔

(33) بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

(34) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر ویکساں دے، ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔

(35) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔

(36) بیمار ہوں تو علاج کرے۔

(37) حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔

(38) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الہ الا اللہ بھر پور کلمہ طیبہ سکھائے۔

(39) جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی عظیم، ماں باپ، استاز اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق وآداب بتائے۔

(40) قرآن مجید پڑھائے۔

(41) استاذ نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سن رسیدہ کے سپرد کردے، اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔

(42) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

(43) عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی وقبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہو گا۔

(44) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔

(45) حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔

(46) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔

(47) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز وروزہ کے مسائل توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدور ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرص وطمع، حب دنیا، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔

(48) پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔

(49) موقع پر چشم نمائی (جو دیکھا وہ ظاہر کرے) تنبیہ تہدید (سختی) کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے۔

(50) مارے تو منہ پر نہ مارے۔

(51) اکثر اوقات تہدید و تخویف (ڈانٹ ڈپٹ اور خوف زدہ کرنے) پر قانع رہے، کوڑا قمچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

(52) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی (دے) کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے

(53) مگر زنہار زنہار بُری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یارِ بد مارِ بد (بُرا دوست بُرے سانپ) سے بدتر ہے۔

(54) نہ ہرگز ہرگز بہادر دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ و غزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکر زنان کا ذکر فرمایا ہے، پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے۔

(55) جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔

(56) اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے جدا بچھونے جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

(57) جب جوان ہو شادی کر دے، شادی میں وہی رعایت قوم و دین و سیرت و صورت ملحوظ رکھے۔

(58) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امر و حکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق و نرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوق (نافرمانی کی بلا) میں نہ پڑ جائے۔

(59) اسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

(60) اپنے بعدِ مرگ بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے ثلث سے زیادہ خیرات نہ کرے۔

یہ ساٹھ حق تو پسر و دختر (بیٹا اور بیٹی) سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک، اور خاص پسر (بیٹے) کے حقوق سے ہے کہ اسے (61) لکھنا، (62) پیرنا، (63) سپہگری سکھائے۔ (64) سورہ مائدہ کی تعلیم دے۔ (65) اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے۔ خاص دختر کے حقوق

سے ہے کہ اس کے پیدا ہونے پر(66)ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے،(67)اسے سینا پرونا(68)کاتنا(69)کھانا پکانا سکھائے،(70)سورہ نور کی تعلیم دے،(71)لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے،(72)بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے،(73)دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے،(74)جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے،(75)نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے،اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے،(76)شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے۔اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے،(77)بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش(ہر سورت بند)کرے گھر کو ان پر زنداں(روک)کردے بالاخانوں پر نہ رہنے دے،(78)گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں، (79)جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے، حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے،(80)زنہار کسی فاسق اجر خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔

یہ اسی (80)حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں۔ اور بعض آخرت میں مطالبہ ہو، مگر دنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت وجبر نہیں،نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال ونزع کرے سوا چند حقوق کے کہ ان میں جبر حاکم وچارہ جوئی واعتراض کو دخل ہے۔

اول نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا،نہ مانے تو قید کیا جائے گا حالانکہ فروع کے اور کسی دین میں اصول محبوس(قید)نہیں ہوتے۔

دوم رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا، بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا واجب،نہ دے تو جبراً لی جائے گی جبکہ بچے کا اپنا مال نہ ہو،یوہیں ماں بعد طلاق ومرور عدت بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اسے بھی تنخواہ دی جائے گی۔

سوم حضانت(پرورش)کہ لڑکا سات برس،لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں نانی دادی بہن خالہ پھپھی کے پاس رکھے جائیں گے،اگر ان میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبراً تنخواہ دلائی جائے گی۔

چہارم بعد انتہائے حضانت بچہ کو اپنی حفظ وصیانت(حفاظت)میں لینا باپ پر واجب ہے اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا۔

پنجم ان کے لئے ترکہ باقی رکھنا کہ بعد تعلق حق ورثہ یعنی بحالت مرض الموت مورث اس پر مجبور ہوتا ہے یہاں تک کہ ثلث سے زائد میں اس کی وصیت بے اجازت ورثہ نافذ نہیں۔

ششم اپنے بالغ پسر (بیٹے)خواہ دختر(بیٹی)کو غیر کفو سے بیاہ دینا یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار ہے پانچ سو پر نکاح کر دیا یا بہو کا مہر مثل پانچ سو ہے ہزار باندھ لینا یا پسر کا نکاح کسی باندی سے یا دختر کا کسی ایسے شخص سے جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا مال میں وہ نقص

رکھتاہو جس کے باعث اس سے نکاح موجبِ عار(باعث ذلت)ہو ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیاہوا نافذ ہوتا ہے جبکہ نشہ میں نہ ہو مگر دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہو گا۔

ہفتم ختنہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑدیں سلطان اسلام انہیں مجبور کرے گا نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گا۔ (فتاوی رضویہ،ج24،ص451تا459،رضافاؤنڈیشن،لاہور)